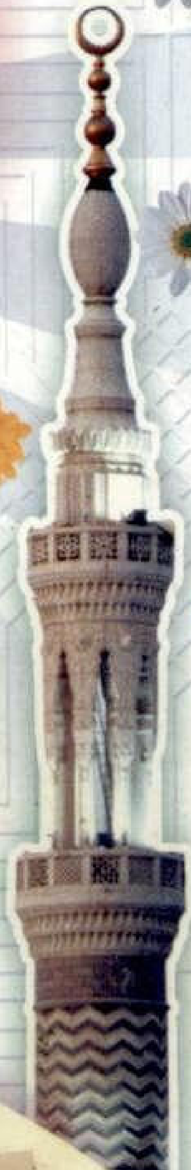
سیرتِ نبی رحمتِ دو عالم ﷺ پر
معروف ترین وقدیم ترین مُستند کتاب کا اُردو ترجمہ

سیرت النبی ﷺ

ابنِ ہشام



تالیف

محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی
المتوفی ۱۵۱ھ

ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری
المتوفی ۲۱۸ھ

مترجم
مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی









اسلامی کتب خانہ

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

سیرتِ نبوی (ﷺ) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی ﷺ

ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

فون : 042 - 7223506

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام (حصہ سوم)

مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام

مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)
سابق لکچرار چادر گھاٹ کالج بلدہ

ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

''تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہئے بلکہ ان کو معاف اور درگذر کرنا چاہئے اے مسلمانوں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے ان کی نسبت تہمت کی۔ اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کو لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کو ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور کو بھی خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور کو کچھ خبر نہیں ہے عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو کھول دیا۔ اور پھر سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا حضور نے حسان کو بھی طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آ گیا۔ میں نے اس کو تلوار مار دی۔ حضور نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کہنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں حضور نے حسان کو بیر حار جو بنی حدیلہ کا اب مدینہ میں محل ہے۔ عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نام بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حَصُور شخص تھا۔ اس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا۔

حدیبیہ کا واقعہ

(جو ۶ ہجری کے آخر میں واقع ہوا اور بیعت رضوان اور حضور کی سہیل بن عمرو سے صلح کا بیان)

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعدہ میں۔ آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا۔ اور مدینہ میں حضور نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضور کے اس ارادہ کو سن کر عمرہ کی شرکت کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ کہیں قریش آپ سے برسر جنگ آمادہ نہ ہوں۔ اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور مہاجرین اور انصار اور گردنواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تا کہ لوگ سمجھیں۔ کہ آپ جنگ کے اردہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ستر اونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

جابر کہتے ہیں حدیبیۃ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام غسان میں پہنچے۔ بشر بن سفیان کعبی حضور سے آ کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے حضور کے مقابلہ کو آئے ہیں۔ اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں۔ اور خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور کو آنے نہ دیں گے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہے لڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے ہیں۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں۔ اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا۔ تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پس قریش کیا خیال کرتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اس دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔ پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جداگانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گذرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گذرا حضور نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطۃ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

پھر حضور نے حکم فرمایا دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضور کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضور نے فرمایا یہ

تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو رکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں ان کو دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن واثلہ بن اوہم بن مازن ابن سلامان بن اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں۔ میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آ کر ٹھہرے بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ حضور نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے۔ اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد ﷺ جنگ کے واسطے نہیں آئے۔ وہ تو صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکا دے کر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔

راوی کہتا ہے۔ بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت حضور نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آ کر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا جب اس کو حضور نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تا کہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا۔ اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو۔ ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا اے جناب آپ خفا نہ ہو جائیے ہم خود ایسے فکر میں ہیں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد ﷺ کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے۔ اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تا کہ اس کو شکستہ کر دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں۔ اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آ جائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابوبکر حضور کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا جالات[1] کی فرج کو چوس کیا ہم لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے عرض کیا اے محمد ﷺ یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا۔ تو میں اس کو بتا دیتا پھر عروہ حضور کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور حضور سے بات کرتا جاتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ حضور کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر جب وہ حضور کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضور نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری برائی کو کس طرح مٹایا تھا۔

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خون بہا دے کر اس قصہ کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے پس حضور نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ

جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کئے۔ کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تا کہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشراف قریش کے پاس بھیجا تا کہ عثمان ان کو خبر دے دیں۔ کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

راوی کہتا ہے عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا۔ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے۔

بیعتِ رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں

سے بدلہ نہ لے لوں گا۔اور اس وقت حضور نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت' بیعت رضوان ہے جوایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضور نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔اور جابر کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضور نے بیعت نہیں لی۔ بلکہ اس بات پر بیعت لی۔ کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی۔سوا ایک جد بن قیس سلمیٰ کے۔ جابر کہتے ہیں۔میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضور کے پاس خبر آئی۔ کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔

صلح کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کر لیا۔ اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا۔حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے۔پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔جب سب باتیں طے ہوگئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا حضرت عمر دوڑ کر ابوبکر کے پاس گئے اور کہا اے ابوبکر کیا حضور رسول خدا نہیں ہیں۔ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں ابوبکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضور خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا پس تو جو کچھ حضور کریں تم اسی کو بہتر سمجھو۔پھر عمر حضور کے پاس آئے۔اور یہی تقریر کی جو ابوبکر سے کی تھی۔حضور نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمر کہتے ہیں۔میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا

لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسمک اللہم حضور نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمد ﷺ کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے۔ اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمد ﷺ کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضور واپس تشریف لے جائیں اور آیندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

راوی کہتا ہے ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جو حضور کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا ایک طمانچہ ان کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا سچ کہتا ہے سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے ابو جندل نے غل مچائی۔ کہ یارسول اللہ اور اے مسلمانو کیا میں کفاروں میں واپس کر دیا گیا۔ تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ اور حضورؐ نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب خداوند تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا۔ اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب اٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابو بکر صدیق عمر بن خطاب عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ بن سہیل بن

عمرؓ سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ، مکرز بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب بھی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور مقام حل میں بے چین تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کی قربانی دی۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوالئے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ حضور نے فرمایا خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابوجہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔

زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورۂ فتح نازل ہوئی:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴾

''بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔ اور دکھائے سیدھا راستہ۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

''بیشک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اس کے اوپر ہے اور جو اس عہد کو خدا سے اس نے کیا ہے پورا کرے گا۔ پس عنقریب خدا اس کو اجر عظیم عنایت فرمائے گا''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو حضور کے ساتھ نہیں آئے تھے اور حضور نے ان کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا:

﴿ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ﴾

''اے رسول عنقریب تم سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے

مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا۔ پس آپ ہمارے واسطے مغفرت مانگئے''۔

پھر اس کے بعد فرمایا ہے:

﴿ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ﴾

''عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مال غنیمت کو لوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے''۔

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے۔ اور زہری کہتے ہیں۔ یہ قوم مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴾

''بیشک خدا مومنوں سے راضی ہوا۔ جبکہ وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس جان لی اس نے وہ بات جو ان کے دلوں میں تھی۔ پھر ان پر اس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح یعنی خیبر کی ان کو پہنچائی۔ اور اس فتح میں بہت سا مال غنیمت کا جس کو تم لو گے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا۔ اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دور رکھا۔ یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی اور تاکہ یہ فتح اور لوٹ ایک نشانی ہو مومنوں کے واسطے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے۔ اور دوسری فتح کا اور لوٹ کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بیشک خدا نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيرًا هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

’’خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد ان کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو ان سے روکا اور ہے خدا تمہارے اعمال کا دیکھنے والا۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں جو ستر کی تعداد میں تھے نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو ان کے قتل کے سبب سے غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے‘‘۔

﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ﴾

’’جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پن کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں‘‘۔

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾

’’یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا۔ کہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں ان کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بے خوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ پس خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو یعنی حضور کا خواب میں دیکھنا کہ ہم ان کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں۔ پس خدا نے تمہارے واسطے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے‘‘۔

زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضور حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

حدیبیہ کی صلح کے بعدان غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گرفتار تھے

جب حضور اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے ابوبصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ازہر بن عبدعوف بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضور کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر کے لانے کے واسطے حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ایک اپنا غلام بھی اس کے ساتھ کیا یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کرلیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کا خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یارسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضور نے پھر فرمایا اے ابوبصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کرے گا۔ ابوبصیر یہ سن کر ان دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے۔ اس نے کہا ہاں کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں اس نے کہا دیکھ لو ابوبصیر نے اس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر عامری کو ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچایا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضور کی خدمت میں آیا حضور نے جو اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابوبصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے میں نے اپنے دین کو بچالیا۔ حضور نے فرمایا تو بڑا لڑاک اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔ پھر اس کے بعد ابوبصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جارہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابوبصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے۔ اور حضور کے اس عہد و پیمان

سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور نا امید ہو گئے تھے اب جو انہوں نے یہ خبر سنی اور حضور کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابوبصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے یہ لوگ نکل نکل کر ابوبصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ ادھر سے گذرتا اس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے۔ تب انہوں نے حضور کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب حضور نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابوبصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

اور انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے حضور کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابن ابی ہنیدہ عبدالمالک بن مروان کے صوبہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اس میں اس آیت کی نسبت سوال کیا تھا:

﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَ کُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُھَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ لَاھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَاھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ وَ اٰتُوْھُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ذٰلِکُمْ حُکْمُ ﴾

''اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم ان کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ پس اگر تم ان کو پکا مسلمان جانو تو پھر ان کو کفاروں کی طرف واپس نہ کرو نہ عورتیں کفاروں کے واسطے حلال ہیں نہ کفار ان کے واسطے حلال ہیں۔ اور جو مہر کفاروں نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفاروں کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس

نے تمہارے درمیان میں کیا ہے اور خدا علم و حکمت والا ہے''۔

عروہ بن زبیر نے اس کو جواب لکھا کہ حضور نے حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی۔ کہ جو شخص قریش کا حضور کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا حضور اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ مگر جب عورتیں قریش کی اسلام لا کر ہجرت کر کے حضور کے پاس آئیں تو حضور نے ان کو واپس نہ کیا اور ان کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دے دیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو حضور نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو حضور ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

﴿ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں۔ اور مہر ان کا کفار سے تمہارے ہاتھ نہ آیا۔ پھر تم نے کفاروں کا مال لوٹا۔ پس اس مال میں سے ان لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئی ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے ان پر خرچ کی تھی۔ اور اس خدا سے تقویٰ کرو جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو''۔

زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفاروں میں ہو اور کفاروں کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دے دی جائے جو اس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ ﴾

کو آخر تک حضرت عمر نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی پھر اس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے۔ اور ام کلثوم بنت جرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اسی سال داخل ہوں گے اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اسی کے موافق ہے جو جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آ کر حضور مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت عالی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آئے روانہ کیا۔

خیبر پر حضور کی لشکر کشی کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں حضور نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن رکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا   وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا   وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا   وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفاروں نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا۔ ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفاروں سے مقابلہ ہوا تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہوگئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی۔ کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں۔ اور پھر حضور نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہیں میں تھا کہ ٹھہرے۔